Fikr-o-Nasar (Islamabad) 20:9-10 (1983)

نفاذ شریعت ـــ چند تجاویز

حکیم محمد سعید

قرآن پاک میں اہل ایمان کے فعال کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے۔

ترجمہ:۔" یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار عطا کر دیں تو نماز قائم کریں زکوٰۃ ادا کریں، نیکیوں کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں" (۲۲ : ۴۱)

دوسری جگہ یہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے:۔

ترجمہ:۔ " اور جو کوئی اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کی ہدایات کے مطابق حکم نہ کرے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں"۔

قرآن نے ہمیں یہ شعور بخشا ہے کہ ہماری ذمہ داری صرف انفرادی اقرار و ایمان تک محدود نہیں ہے، بلکہ اجتماعی سطح پر نظام عدل کا قیام اور اللہ اور رسول کے احکام کا نفاذ بھی ہمارے فرائض میں ہے۔ ہمیں اگر زمین پر اقتدار بخشا جاتا ہے تو اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ ہم زمین سے فتنہ و فساد کو دور کریں، اور اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں بلا کسی تذبذب کے اسلام کے احکام کو عملی طور پر نافذ کر دیں۔

کسی نظام کے قیام کے لئے معاشرے اور سرزمین کی ضرورت ہوتی ہے اور جب یہ دونوں چیزیں موجود ہوں، اور سیاسی اقتدار بھی حاصل ہو۔ تو ہماری اولین ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ ہم وہ قوانین نافذ کریں، جو قرآن نے ہمیں بخشے ہیں، اور اس شریعت کے نفاذ سے ایک لمحے کے لئے بھی غفلت نہ برتیں، جس سے فساد کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

اسی شریعت کے نفاذ کے لئے برصغیر کے مسلمانوں نے طویل ترین تاریخی جدوجہد کے بعد ایک مملکت حاصل کی، آزادی، اور مملکت کے حصول کے پس پردہ جن مختلف عوامل کا ذکر کیا جاتا ہے، درحقیقت ان سارے محرکات کو ہم ایک ہی جامع عنوان کے تحت بیان کر

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

سکتے ہیں، اور وہ ہے شریعت اسلامیہ کا نفاذ، ہم اپنی زندگی کے کسی شعبے میں کسی آئین و دستور کے محتاج نہ تھے، معاشرے سے انار فساد کے لئے کسی قانون کی ہمیں ضرورت نہ تھی، ہمارے پاس قرآن وسنت کی شکل میں سب کچھ موجود تھا، ضرورت ایک آزاد مملکت اور اس پر سیاسی اقتدار کی تھی، خداوندتعالی نے ہمیں "تمکن" کی وہ دولت عطا کر دی، اور آج سے ٹھیک پینتیس سال پہلے عین اس شب مبارک کو جب عالم انسانی کو خدا کا آخری اور مکمل آئین و دستور قرآن کی صورت میں ملا تھا، اسی کے نفاذ کے لئے ایک آزاد مملکت بھی پاکستان کے نام سے عطا فرمادی، تشکر نعمت، اور ادائے فرض کا احساس متقاضی تھا کہ ہم بلا کسی تاخیر و تذبذب کے شریعت نافذ کر دیتے لیکن لادینی عناصر ہمیشہ سد راہ رہے، سادہ دل عوام کے ذہنوں میں متعدد شکوک و شبہات اور اس فرض کی بلا تاخیر ادائیگی کے لئے غلط قسم کے جواز پیش کئے گئے۔

عوام نے نفاذ شریعت کے لئے قائم ہونے والی مملکت کے حصول کے لئے جو قربانیاں پیش کی تھیں، انہیں فراموش کرنے کی کوشش کی گئی، مگر الحمد للہ کہ عوام کے دلوں میں اسلامی شعور کی شمع ہمیشہ جلتی رہی اور اس مملکت کو لادینی عناصر کی گرفت سے نجات دلانے کے لئے وہ ولولہ انگیز جدوجہد کرتے رہے۔

آخر پاکستان کے بااختیار لوگوں کو اس عوامی مطالبے کی اہمیت کا اچھی طرح احساس ہوگیا اور وہ اس اعتراف پر مجبور ہوئے کہ پاکستان جو اسلام کے نام پر بنا ہے اس میں کسی غیر اسلامی نظام کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہر وہ آواز صدا بہ صحرا ثابت ہوگی جو قرآن وسنت کے خلاف ہوگی۔

حکومتیں بنتی اور بگڑتی رہیں۔ اہل اقتدار عروج و زوال کی منزلوں سے گزرتے رہے اور پھر خدا کا شکر ہے کہ وہ وقت بھی آگیا جب عملی طور پر نفاذ شریعت کے لئے باقاعدہ اقدامات شروع کئے گئے اور عوام سے کئے گئے وعدوں کی تکمیل کی جانب قابل ذکر توجہ کی گئی، تاخیر کا عذر جو بھی ہو۔ لیکن ہم اس حقیقت کو فراموش نہیں کر سکتے کہ اس سلسلے میں اپنے تغافل سے ہم نے بعض دوسرے مسلم ممالک کی حوصلہ شکنی بھی کی ہے۔ اس لئے کہ مدتوں سے ان کی آنکھیں ہماری طرف لگی ہوئی ہیں، ہم اپنی اس مملکت خداداد میں شریعت کا مکمل نفاذ کرکے ان کے لئے شمع راہ

بن سکتے ہیں، اس افسوسناک تذبذب اور تاخیر کی وجہ سے ہم نے اسلام کے دشمنوں کو بھی یہ موقعہ دیا تھا کہ وہ اپنی گمراہ کن کوششیں جاری رکھیں اور دنیا کو یہ بتاتے رہیں کہ جو ملک اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا وہاں بھی شریعت کا نفاذ نہ ہو سکا۔ جس کا صاف اور صریح مطلب یہ ہے کہ موجودہ عہد میں شرعی قوانین کا نفاذ ناممکن ہے اور اس کو نعوذ باللہ مقتضیات زمانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، الہٰذا جب کبھی اس قسم کے نعرے لگائے جائیں یا ایسے دعوے کئے جائیں تو عوام کو محض ایک دل خوش کن پروپیگنڈہ سمجھنا چاہیئے اور اس دام فریب میں نہیں آنا چاہیئے۔

اسلام کے ان دشمنوں کی گرفت ان ذہنوں پر بہت مستحکم تھی، جو انگریزوں کے زمانے میں انتظامی عہدوں پر مامور تھے، وہ مسلمان ہونے کے باوجود دین اور اس کے مطالبات سے صرف ناآشنا ہی نہیں تھے، بلکہ بڑی حد تک معاندانہ رویہ رکھتے تھے۔ برطانوی عہد میں ان کی زندگی کا ایک خاص ڈھانچہ بن چکا تھا، انہیں علم تھا کہ شریعت انتظامی مشنری سے کس اخلاق و کردار، اور زندگی کے کس معیار کا تقاضا کرتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈھالنے کے لئے تیار نہ تھے، اس لئے ایک طویل عرصے تک اسے دفتری مشکلات میں الجھا کر عوام کی ہمت و صبر آزماتے رہے۔

خدا کا شکر ہے کہ پچھلے چند برسوں سے یہ بادل چھٹنے شروع ہو گئے، اس طبقے کے چند افراد اب بھی باقی رہ گئے ہیں، تاہم حکومت اور عوام عزم صمیم رکھتے ہیں کہ وہ اس سلسلے بھی مزید کسی تاخیر و تغافل سے کام لینے کا گناہ کر کے مملکت کو تباہ نہ کریں گے اور پوری مملکت میں شریعت کا مکمل نفاذ کر کے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں گے، لیکن جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ شریعت کا نفاذ کوئی نیا تجربہ نہیں ہے، بلکہ اس کا عملی تجربہ صدیوں کی تاریخ پر محیط ہے، اس آئینہ تاریخ میں ہمیں صاف طور پر یہ چیز نظر آئے گی کہ شریعت کا نفاذ بہ تدریج ہوا ہے۔ زندگی کی بساط فوری طور پر مکمل الٹ کر نہیں رکھ دی گئی ہے، بلکہ قوانین یکے بعد دیگرے نافذ کئے گئے، ساری دنیائے اسلام کی اولین مرکزی ریاست مدینۃ النبیؐ میں بھی قوانین کا نفاذ بتدریج ہوا تھا، اس لئے نفاذ کے طریق میں تدریج تو ضرور ملحوظ رہنی چاہیئے لیکن تدریج غیر ضروری تاخیر کا شکار

ہو کر نافذ کردہ قوانین کو غیر موثر بھی بنا سکتی ہے، اور مجموعی طور پر ازالۂ فساد کی کوششوں کی ناکامی کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ اس لئے ہمیں اس سلسلے میں احتسابی نگاہ رکھنی چاہیئے۔

نفاذ شریعت کے سلسلے میں اب تک جو اقدامات کئے گئے ہیں وہ لائق ذکر ہیں۔ ان میں شراب کی حرمت، اور سود کے امتناع کے قوانین کا نفاذ خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ حدود و تعزیرات میں زنا، اور قذف کے آرڈیننس بھی اہم ہیں، اس طرح ازالۂ فساد کے اہم پہلوؤں کی طرف توجہ دی گئی ہے، لیکن دین و شریعت کے مکمل نفاذ کے لئے یہ اقدامات تمہید کی حیثیت رکھتے ہیں، پوری اجتماعی زندگی کو شریعت کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے اور اسلامی قوانین مکمل طور پر نافذ کرنے کے لئے ہمیں جن اہم سمتوں میں کام کرنا ہے وہ یہ ہیں۔

اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے یقیناً ہمیں امور آئین و قانون کے ماہرین کی ضرورت ہے۔ بدقسمتی سے اب تک قانون کی درسگاہوں سے جو کھیپ نکل رہی ہے، وہ ذہنی اور اخلاقی دونوں اعتبار سے پوری طرح ہمارے کام کی نہیں، اس لئے ہمیں فوری طور پر قانونی درسگاہوں کے نصاب تعلیم کی اصلاح ہی نہیں کرنی ہے بلکہ اُس کو یکسر منقلب کر دینا ہے، اور اس سلسلے کا اولین اقدام یہ ہونا چاہیئے کہ قانونی درسگاہوں میں ذریعۂ تعلیم لازمی طور پر عربی زبان کو قرار دے دیا جائے۔ یہ صحیح ہے کہ ہم اسلامی قوانین کی کتابوں کو اردو میں بھی منتقل کر کے ان قوانین کے علماء پیدا کر سکتے ہیں لیکن مسلمانوں کے سرچشمۂ آئین یعنی قرآن و سنت کی زبان عربی ہے۔ اس لئے عربی زبان سے واقفیت کے بغیر فقہ اسلامی پر عبور حاصل کرنا مشکل ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ لاء کالجوں میں ہم عربی زبان وادب کے لئے مستقل کلاسیں فی الحال کھول دیں، لیکن ہمیں اپنے لازمی مضامین میں ثانوی جماعتوں سے ہی عربی زبان کو بھی شامل کرنا پڑے گا تاکہ لاء کالجوں میں داخلے کے لئے آنے والے طلبہ پہلے سے اس زبان سے واقف رہیں۔

قانون کی تعلیم شروع کرنے سے پہلے طلبہ کو قرآن وحدیث کے مطالعے سے دین کا مزاج اور اس کا پورا نظام اچھی طرح سمجھا دیا جائے تاکہ ان پر فقہ سے قرآن و سنت کا تعلق واضح ہو جائے اور عملی زندگی میں تشریعی اور فقہی قوانین کے نفاذ یا انطباق میں کوئی الجھن پیش نہ آئے۔

نصاب تعلیم میں جدید عہد کے اصول قانون کے ساتھ ساتھ اصول فقہ کا بھی خصوصی طور پر

مطالعہ کرایا جائے ، اور فقہ کے تمام بڑے بڑے مذاہب کی اہم کتابیں پڑھائی جائیں، اس کے بغیر ان میں نہ تو اسلامی عدالت میں وکیل بننے کی صلاحیت آسکتی ہے ، نہ قضاء کی خدمت انجام دینے کی اہلیت پیدا ہوسکتی ہے نہ اجتہادی بصیرت حاصل ہوسکتی ہے۔

ایسے ماہرین کی ضرورت اس لئے ہے کہ ہماری ترقی پذیر ریاست میں تعبیر وقیاس اور اجتہاد و استحسان کے صحیح طریقے استعمال کرکے قانون بنانے کی ضرورت ہے۔ اپنے قانونی اصولوں کو سمجھے بغیر زندگی میں پیش آنے والے نت نئے مسائل پر انطباق وہی لوگ کر سکتے ہیں ، جو ان اوصاف سے بہرہ ور ہوں ،

اصول قانون کے ساتھ ساتھ اپنی فقہ کی مکمل تاریخ کا بھی مطالعہ کرایا جائے ، تاکہ اُنہیں یہ معلوم ہوسکے کہ اس کا ارتقاء کس طرح ہوا ، اور آئندہ کس طریقے پر ہوسکتا ہے فقہ اسلام کے سارے ذخیرے پر ان کی نظر گہری ہونی چاہیئے تاکہ اجتہاد سے پہلے دوسرے مذاہب فقہ سے بھی وہ استفادہ کرلیں ۔

لاکالجوں کے طلبا کی اخلاقی تربیت پر بھی ہمیں خاص توجہ دینی ہوگی تاکہ ان میں ضمیر اور احساسِ ذمہ داری پیدا ہوسکے ، یہ بات ذہن میں رہنی چاہیئے کہ امام احمد بن حنبل ، امام ابو یوسف ، امام ابو حنیفہ ، امام مالک اور قاضی شریح کی مسندِ پانہیں بیٹھنا ہے ، اس لئے اخلاق وکردار کی تعمیر اسی نہج پر ہونی چاہیئے ۔

عدلیہ کی موجودہ ہیئت ، اور عدالتی نظام میں بھی ہمیں اصلاحات کرنی ہوں گی الحمدللہ کہ اس طرف قدم اُٹھ چکا ہے لیکن ہمیں یہ کہنے کی اجازت دی جائے کہ وکالت بطور پیشہ اختیار کرنے کی حوصلہ شکنی ضروری ہے ، اس لئے کہ بہت دفعہ اس سے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو پشت پناہی حاصل ہوتی ہے ۔ وکلاء کو فیس لینے کی اجازت تو دی جاسکتی ہے ، مگر ان کا اصل کام یہ ہونا چاہیئے کہ وہ مقدمے کو ضابطے کی صورت دے کر عدالت میں پیش کرنے کے قابل بنادیں ۔ انصاف حاصل کرنے کے لئے جن اخراجات کو قانونی طور پر ضروری قرار دے دیا گیا ہے ، حقیقت یہ ہے کہ وہ بالکل غیر قانونی ہیں اس لئے کہ اسلام فیس لے کر انصاف مہیا کرنے والا دین نہیں ہے ۔ بلاشبہ نظریاتی کونسل

مصروف کار ہے، اور شریعت بینچ بھی وجود میں آچکی ہے، اور یہ بات یقیناً حوصلہ افزا ہے کہ آج ملک میں کسی بھی غیر شرعی قانون، اقدام، یا عقیدۂ دعمل، یا قانون کو چیلنج کرنے کی آزادی دی جاچکی ہے، تاہم عدلیہ کی پوری ہیئیت کی تبدیلی، اور اسلامی وکالت کے بغیر اس اجازت سے حقیقی فوائد مرتب ہونے کی توقع ابھی نہیں رکھی جاسکتی ہے۔

حکومت نے سود کا خاتمہ کر دیا ہے، مگر بعض صورتوں میں اب بھی معاشرہ مکمل طور پر اس کی گرفت سے آزاد نہیں ہو سکا ہے، اس سلسلے میں جو انقلابی قدم اُٹھایا جائے گا اس سے یقیناً بعض دوسرے مسائل مثلاً ان اداروں سے منسلک لوگوں کے لئے روزگار وغیرہ کی فراہمی، اور دیگر امور بھی قابلِ غور آسکتے ہیں، لیکن بہرحال کرنا ہے، اور حل بھی نکالنا ہے حکومت کے ذرائع نشر و اشاعت، اور وسائل ابلاغ کو غیر اسلامی قوانین سے پاک کرنا، نیز اخلاق اسلامی کا پابند بنانا نفاذ شریعت ہی کی کوششوں کا ایک حصّہ ہے۔ اس لئے ہم اس شعبے کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

جدید عہد مواصلاتی سہولت اور سائنسی ترقی کی بناء پر مختلف ممالک سے تعلقات اور روابط کا عہد ہے، یہ تعلقات تجارتی، ثقافتی، علمی اور سیاسی نوعیتوں کے ہو سکتے ہیں۔ ان سارے تعلقات بالخصوص تجارتی اور ثقافتی روابط کی راہیں ہمیں قرآن و سنت کی روشنی میں متعین کرنی ہوں گی۔ آج بھی بین الاقوامی تجارتوں کے بیشتر ضوابط میں خاصی اصلاحات کی ضرورت ہے۔ تعزیراتی حدود سے متعلق ہمیں یہ کہنے کی اجازت دی جائے کہ وہ قانونِ شہادت کے ضوابط پر کام مکمل نہ ہونے کی وجہ سے اب تک نافذ نہیں کی جا سکتی ہیں جبکہ شریعت کے نفاذ یہ اہم ترین حصّہ ہے۔

ازالۂ فساد کے لئے تعزیراتی حدود کے جلد نفاذ کے ساتھ ساتھ اعلیٰ احتسابی شعبہ بھی قائم ہونا چاہیئے اور ثبوت جرم کے بعد حد کے نفاذ میں کوئی تذبذب نہ ہونا چاہیئے۔

آج خمر، قمار اور سود کے امتناع، نیز زنا اور قذف کے قوانین کے نفاذ کے باوجود چوری، راہزنی، قتل، جھوٹ، رشوت اور ناجائز کاروبار میں کسی طرح کی کمی نہیں آئی ہے۔ اس لئے کہ ان مفاسد کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کا اب تک پرانا ہی طریقہ رائج ہے، پیداواری

ذرائع و وسائل پر بھی احتسابی نگاہ نہ رکھنے کی وجہ سے معاشی عدل و انصاف پیدا کرنے کی کوششیں بھی اب تک کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکی ہیں۔ جبکہ از روئے حدیث، روٹی، کپڑا اور سر چھپانے کی جگہ کو بنیادی حق، اور تقاضائے عدل قرار دیا گیا ہے۔ (ترمذی)

زکوٰۃ آرڈیننس سے یقیناً نفاذ شریعت کا اہم تقاضا پورا ہوا ہے۔ لیکن اسے شرعی اور اخلاقی رُوح کے ساتھ ملک و قوم کے لئے مزید مفید و موثر بنانا ہے، کیونکہ یہ بنیادی احکام میں ہے۔

قرآن کریم کے اس ارشاد کو فراموش کرنے کی غلطی کبھی نہیں کرنی چاہیئے کہ سارے انبیائے کرام علیہم السلام شریعت ہی لے کر آئے، اور شریعت کے نفاذ ہی سے فساد کا ازالہ ہُوا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے، جس کا حکم اس نے نوحؑ کو دیا تھا اور جسے اب ہم نے تمہاری طرف وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ابراہیمؑ، اور موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو دے چکے ہیں۔ اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ یہی بات مشرکین کو سخت ناگوار ہوئی ہے، جس کی طرف (اے محمدؐ) تم انہیں دعوت دے رہے ہو۔" ترجمہ، شوریٰ ۱۳۔

اسی صورت میں دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہُوا کہ آپ اعلان کر دیں کہ "مجھے حکم ہُوا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں"، ترجمہ۔ شوریٰ ۱۵۔

حضرت داؤدؑ کو بھی یہی حکم ہوا۔

اے داؤد، ہم نے زمین پر تم کو خلیفہ بنایا تو لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کا نظام قائم کرو۔ خلافت ارضی ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کا یہ تمام و کمال نفاذ کر کے اپنے ایمان کا ثبوت دیں۔